ص۔ب۔سامی لندن

اللہ کے گھر اور رسول کے قدموں میں

دسمبر 2007ء میں ہمارا آٹھ احمدیوں پر مشتمل گروپ جن میں تین مرد اور پانچ عورتیں شامل تھیں چارٹرڈ ائیر لائن سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔تقریباً چھ یا سات گھنٹے کی فلائٹ کے بعد ہم مدینہ ائیر پورٹ پر اُترے۔کوئی خاص رش نہیں تھا، ہماری فلائیٹ کے ہی مسافر تھے۔جلدی فارغ ہوکر ہم اپنا اپنا سامان لیکر باہر آ گئے۔ بتاتی چلوں کہ ہمارے معلّم صاحب ہمارے ساتھ ہی سفر کر رہے تھے جو ہر بات کے لئے ہمیں گائیڈ کرتے تھے۔ہم کوچ میں بیٹھ گئے اور دیارِ نبی کی طرف روانگی شروع ہوگئی،دل کا حال میں کیا بتاؤں، اُس بستی اور اُس دھرتی پر پاؤں رکھے تھے جو میرے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی سر زمین تھی اور میرا رخ مسجد نبوی کی طرف تھا،دل میں خوشی تو بہت تھی مگر دل ودماغ میں ایک خوف بھی طاری تھا،سوچتی تھی کہ کیا میں وہ سب کرسکوں گی جو حج کے فرائض ہیں؟اپنے آپ پر یقین نہیں تھا۔انہیں سوچوں میں تھی کہ سامنے مسجد نبوی کے وہ روشن مینار نظر آنے شروع ہوگئے،جن کے نور کی روشنی سے ساری دنیا میں اُجالا ہے۔ اتنی خوبصورت روشن مسجد کیوں نہ ہو اُس سبز گنبد کا مکیں نوروں کا بادشاہ نور مدفون ہے جس سے ساری دنیا منور ہوچکی ہے۔الحمد للہ ہم اُس ہوٹل میں پہنچ گئے جہاں ہمارے رہنے کا انتظام تھا،چونکہ میں اپنے حاجیوں کے گروپ میں آخر میں شامل ہوئی تھی لہٰذا میری رہائش کی جگہ بھی اپنوں سے علیحدہ تھی، مجھے وہاں اجنبی عورتوں کے ساتھ رہنے میں بہت گھبراہٹ تھی اور میری محسن بہنوں نے مجھے اکیلے نہیں رہنے دیا گوکہ چار بیڈ کے بیڈروم میں ہم پانچ کو رہنا تھا مگر باقی میری بہنوں نے تکلیف اُٹھا کر مجھے سہولت دی اور مجھے اپنے ساتھ ہی رکھا۔

الحمد للہ،ہمیں بہت اچھے ہوٹل میں جگہ ملی۔سب سے اچھی بات یہ تھی کہ ہوٹل سے باہر نکلتے ہی مسجد نبوی کا صحن تھا،جس سے ہمیں یہ سہولت ہوگئی کہ جب مرضی ہم مسجد نبوی میں جاسکتے تھے،اور اکیلے جانے میں بھی کوئی دشواری نہیں تھی۔ہرکوئی آزادی سے اپنی مرضی کے مطابق عبادات کے لئے جاسکتا تھا۔لیکن ہم سب اکثر اکٹھے ہی جاتے تھے۔اگلے دن ہم نے روضہء مبارک کی زیارت کرنی تھی اور زیارت کے لئے وقت مقرر ہیں، جہاں بہت رش رہتا ہے،اور خاص طور پر حج کے دنوں میں تو بے بہا رش ہوتا ہے،یہ وقت صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ہم بھی دیدار کے پیاسوں میں کھڑے ہوگئے،چونکہ بشریٰ عشرت صاحبہ اس سے قبل کافی مرتبہ زیارت روضہ کرچکی تھیں وہ جانتی تھیں کہ کیسے اندر جانا ہے،اس لئے وہ یہاں بھی ہماری رہبر بنیں، اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس طرح میرے بعد میری باقی تینوں بہنوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ لیا اور اُس گیٹ کے کھلنے کی انتظار میں دعائیں کرتے ہوئے کھڑے ہوگئے جس کے دیدار کے لئے آنکھیں ترستی ہیں۔جیسے ہی گیٹ کھلا لوگ دیوانوں کی طرح اُس آقا کے روضہء مبارک کی طرف بھاگے جس کا نام حضرت محمد ﷺ ہے اور جو اللہ کا بہت پیارا ہمارا محبوب ہے۔یوں تو پوری مسجد نبوی ہی خیروبرکت کا خزانہ ہے مگر ریاض الجنتہ اس خزانہ کا انمول حصّہ ہے اس پر سبز قالین کا فرش رہتا ہے، نوافل پڑھنے والوں کا یہاں پر ہجوم رہتا ہے۔یہ قطعہ جنت کا ٹکڑا بھی کہلاتا ہے،ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ وہاں سجدہ شکرانہ ادا کر سکے اُن میں ہم بھی شامل تھے۔

ہمیں بھی سبز قالین والے حصّہ میں آٹھ سفید ستونوں میں سے ایک بابرکت ستون کے ساتھ جگہ مل گئی۔پہنچ کر شکرانہ کے دو نفل ادا کئے، دعائیں کیں سامنے میرے آقا مولا حضرت محمد ﷺ کا روضہء مبارک تھا جن کے لئے یہ دو جہان وجود میں آئے۔ مجھے ایسا لگا جیسے میرا پورا کا پورا جسم پگھل گیا ہے۔ جو بھی دل سے اور زبان سے بے ساختہ دعائیں نکلیں مانگتی گئی،آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ایک ہی جذبہ تھا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے گھر میں اُس کے محبوب حضرت رسول اکرم ﷺ کے قدموں پر سر جھکائے کھڑی ہوں۔اللہ تعالیٰ ہماری یہ زاریاں قبول فرمائے۔آمین

اگلے دن ہم نے مدینہ منورہ کی گلیوں کی وہ خاک دیکھی جن پر میرے پیارے آقا ومولا حضرت محمد ﷺ کے مبارک قدم چلے ہوں گے،مبارک مساجد کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی خاص طور پر مسجد جمعہ مسجد قبلتین میں اور مسجد قُباء میں دو دو نفل ادا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی الحمد للہ۔ اُس کے بعد ہم نے زیارت اُحد وشہداء پر حاضری دی جبلِ رُماۃ دیکھی اور حضرت حمزہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ کے مزار پر حاضری دی اور دُعائیں کیں۔

احرام باندھے اور دیارِ نبی سے بستیوں کی ماں مکۃ مکرمہ بیت الحرام کی طرف روانگی شروع ہوئی ہمارے حج کی ابتدا شروع ہوگئی۔ ایمیگریشن اور وہاں کے قانونی مراحل سے گذرے۔مسجد ذوالحلیفہ میں نفل ادا کئے اور تلبیہ کا ورد شروع ہوگیا،رات کا وقت تھا ہر قوم ونسل کی بے شمار دنیا تھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں یہاں ہوں ہمارے معلّم تلبیہ پڑھتے جاتے تھے اور ہم اُونچی آواز میں دہراتے جارہے تھے۔یہاں بھی ہم سب نے ایک دوسرے کو پکڑا ہوا تھا۔ہمارے معلم صاحبان کی بھی ہمیں یہی تاکید تھی کہ اپنے گروپ کیساتھ رہیں۔

ہمارا یہ سفر تقریباً پندرہ گھنٹے میں ختم ہوا۔مکہ ہوٹل میں پہنچتے ہی ہمارے معلّم صاحب نے ہمیں تاکید کردی کہ ہم جانتے ہیں کہ سب بہت تھکے ہوئے ہیں مگر آپ سب تازہ دم ہوکر فوری طور پر تیار ہوجائیں مسجد حرام میں عمرہ کے لئے جانا ہے۔

جی ہاں ڈر اور خوف سے میرا دل بیٹھا جارہا تھا، اور اتنی ہی درد سے دُعائیں کررہی تھی، کہ یااللہ یہ سب کیا ہے؟ کہاں میں اور میری اوقات؟ اور یہ اتنے بڑے فضل مجھ ناچیز پر۔ ہم مسجد حرام میں پہنچ گئے دو نفل ادا کئے،اور خانہ کعبہ پر نظر پڑی میں ساکت ہوگئی، بہت دیر تک تو میری زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ میں کیا دیکھ رہی ہوں، مجھے یقین نہیں آ رہا تھا،سوکھی آنکھوں اور خشک زبان سے خانہ کعبہ کو تکتی رہی۔کچھ دیر کے بعد ہوش آئی تو پھر آنکھوں نے دل ودماغ نے اپنا کام شروع کیا،اللہ پاک کا جتنا بھی شکر کروں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی یہ دن دکھایا۔خانہ کعبہ میں ہر رنگ اور ہر نسل کے لوگ نظر آ رہے تھے اللہ کے گھر میں کوئی بڑا اور چھوٹا نہیں تھا تمام اللہ کے بندے اور محمد ﷺ کے پروانے اپنی اپنی دُھن میں مگن اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر تھے۔بلا مبالغہ ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر زبان اللہ تعالیٰ کی حمد میں سرگرداں تھی۔

یہاں بشریٰ نے ہم سب کو ہدایت دی کہ رش بہت ہے، اس لئے تقسیم ہو جائیں۔ایوب ندیم صاحب اپنی بیگم نرگس اور اُن کی بہن نصرت خان کے ساتھ ہو جائیں اور داؤد ندیم صاحب اپنی بیگم قمر کے ساتھ،عشرت صاحب اور بشریٰ نے مجھے اپنے ساتھ رکھ لیا،عشرت صاحب اور بشریٰ کے علاوہ ہم سب پہلی بار گئے تھے اس لئے تھوڑی گھبراہٹ تھی کہ کہیں گم نہ ہوجائیں،اس قدر دنیا تھی کہ ملنا مشکل تھا۔پہلے تو یہ ڈر تھا کہ جانے طواف کیسے کریں گے کہ بہت رش ہے لیکن جب شروع کیا تو الحمد للہ کوئی دشواری نہیں ہوئی دل بھر کے دعائیں کیں، رو رو کر التجائیں کیں،طواف کرتے ہوئے چلتے جارہے تھے مگر سر سجدے میں تھے اپنی اپنی بساط کے مطابق ہر کوئی اپنے رب کے آگے جھکے بخشش کی بھیک مانگ رہا تھا۔بیت الحرام کی تین منزلیں ہیں پہلی تو وہ جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں تو چلنا بھی مشکل تھا اس لئے ہم نے دوسری منزل پر طواف کیا۔

طواف کے دو یا تین چکر لگانے کے بعد تھوڑا ڈر کم ہوگیا اتنے رش کے باوجود چلنے میں زیادہ دشواری نہیں تھی،طواف کے بعد صفا مروہ میں سعی کرنے کی توفیق ملی۔ وہاں بھی اللہ کے بندوں محمد ﷺ کے پروانوں کا جمِ غفیر تھا۔

6 ذوالحج کو پھر سے احرام باندھے،دو نفل ادا کئے اور منیٰ کی طرف ہماری روانگی شروع ہوگئی،یہ پانچ دن بھی بہت بابرکت تھے۔ جدھر نظر پڑتی تھی خیموں کی دنیا آباد تھی،انتظام بہت اچھا تھا۔زمین پر قالین بچھے تھے سونے کے لئے ہمارے پاس سلیپنگ بیگ موجود تھے۔سخت گرمی تھی ایرکنڈیشن ہر وقت چلتا تھا۔شدید گرمی کے باوجود ہم کافی آرام سے تھے۔منیٰ کے دن بھی یادگار رہیں گے،بہت دعاؤں کا موقعہ ملا،زیادہ تر ہمارا وقت تلاوت اور درود شریف پڑھنے میں ہی گزرتا تھا،سچ پوچھیں تو منیٰ میں وقت بہت اچھا گزرا، بہت سارے مختلف لوگوں سے تعارف بھی ہوا۔

اب اگلا مقام عرفات کے لئے ہماری روانگی تھی۔ کوچ میں بھی اور ویسے بھی ہر وقت تلبیہ پڑھا جاتا تھا۔یہاں بھی چاروں طرف خیموں کا ایک شہر آباد تھا،جدھر بھی نظر جاتی دُنیا ہی دُنیا تھی اور ہر آنکھ میں آنسو اور لبوں پر دعائیں تھیں، بلکہ یہ کہوں تو زیادہ سچ ہے کہ آہوں اور سسکیوں سے رب کے حضور التجائیں تھیں۔یہاں پر جو نمازیں ادا کی گئیں وہ بھی بہت رقت انگیز تھیں۔یہاں بھی انسانوں کا ایک سمندر نظر آتا ہے۔یہ سب اللہ کے بندے ہیں جن کو اللہ نے خود بلایا ہے،یہ سب اللہ کے مہمان ہیں۔جبلِ رحمت دیکھا، پاس تو نہیں جاسکے مگر دور سے ہی زیارت کی اور بہت رورو کر دعائیں کیں،درود شریف اور کلمہ چہارم کا خوب خوب ورد کیا۔

اُسی دن شام کو مزدلفہ کو روانگی تھی، چونکہ ہمارے حصہ میں ایک ہی کوچ تھی جس نے باری باری سب کو لیکر جانا تھا اس لئے سب کو کافی انتظار کرنا پڑتا تھا ہماری باری جلدی آ گئی۔مزدلفہ کی رات کیا بتاؤں یہ رات بھی عجیب رات تھی کھلے آسمان کے نیچے تین ملین لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جمع ہو گئے۔کہیں سے اذان کی آواز آ رہی ہے تو کہیں باجماعت نماز ہو رہی ہے تو کہیں لوگ زمین سے کنکریاں ڈھونڈ رہے ہیں، اور پھر رات کا وقت بہت خوبصورت سماں تھا۔سفید احرام پہنے ہوئے کچھ لوگ پہاڑوں کے اُوپر چڑھ کر دعائیں مانگ رہے ہیں اور جس کو جہاں جگہ ملی سجدوں میں پڑے ہیں، یہاں میں خاص طور پر ایک ایسی لڑکی کا ذکر کروں گی جو چھوٹے سے ٹیلے کے اُوپر چاندی کی طرح سفید احرام پہنے ہوئے دعا مانگتی ہوئی ایسے لگ رہی تھی جیسے کوئی فرشتہ ہو نظر نہیں رُکتی تھی اُس کو دیکھنے سے۔اُس رات کی خوبصورتی کو شاید میں اپنے الفاظ میں اچھی طرح بیان نہ کرسکوں محسوس کرسکتی ہوں۔

مزدلفہ سے فجر کی نماز سے پہلے ہی ہماری روانگی شروع ہوگئی کیونکہ لوگ بہت تھے اور کوچ ایک تھی اس لئے ہر ایک کی خواہش تھی کہ ہمیں کوچ میں جگہ مل جائے۔بہت سارے لوگ تو پیدل ہی چل پڑے۔منیٰ کی طرف جاتے ہوئے ہمارا ڈرائیور راستہ بھول گیا جس سے ہم نے بیس منٹ کا سفر تقریباً تین یا چار گھنٹے میں طے کیا۔یہ دن ہمارا بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنے کا تھا۔آج کا دن بہت شدید گرمی کا دن تھا ہم حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی یاد تازہ کرتے ہوئے لوگوں کے ایک سمندر کی طرح بہتے ہوئے جمرہ عقبہ کی طرف کنکریاں مارنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔جدھر بھی نظر اُٹھی تیز قدموں سے

چلتے لوگ دُعاؤں میں مگن اپنے اپنے گروپ کے ساتھ رہتے ہوئے بھاگ رہے تھے، سب کو اپنے گروپ سے بچھڑنے کا بھی خوف تھا۔ اتنے رش میں اگر کوئی گم ہو جائے تو ملنا بہت مشکل تھا۔ باوجود اس کے کہ ہم سب نے ہاتھ میں ہاتھ لئے ایک دوسرے کا سہارا بنے رہے پھر بھی یہ کوشش تھی کہ ہم سب اپنے چھتری تانے معلّم کے ساتھ ساتھ رہیں الحمد للہ ہم واپس خیریت سے منیٰ واپس پہنچ گئے۔ یہ دن قربانی کا بھی تھا۔ تقریباً تین یا چار بجے تک ہمیں یہ خوش خبری ملی کہ اُس قربانی کی یاد میں جو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کے لئے دی تھی آج ہماری طرف سے وہ فریضہ بھی ادا ہو گیا۔ مردوں نے سرمنڈوائے اور ہم عورتوں نے بھی ایک انگلی کے پور کے برابر بال کٹوائے۔

11۔ ذوالحج آج منیٰ میں ہمارا آخری دن تھا۔ آج رات کو ہم نے واپس مکّہ مکرمہ کی طرف جانا تھا۔ ابھی ہم نے تینوں شیطانوں کو دو دو مرتبہ کنکریاں مارنی تھیں۔ رش سے بچنے کے لئے ہمارے معلّم صاحبان نے ہمیں ہدایت دی کہ رات کو دو بجے ہم منیٰ سے رخصت ہو جائیں گے لہٰذا سب لوگ وقت پر تیار ہو جائیں۔ نیند بھلا کس کو آتی ہے ہم سب عین وقت پر باہر اپنے گروپ کے پاس آ گئے، اور ایک مرتبہ پھر انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دُعاؤں میں مصروف توبہ استغفار کرتے ہوئے رَمی کے لئے بڑھا، رات کے دو بجے یہ انسانوں کا بہتا ہوا سمندر ایک عجب نظارہ پیش کر رہا تھا، اُس مقام پر پہنچے جہاں کنکریاں مارنی تھیں۔ کیونکہ ہم نے آج تینوں شیطانوں کو دو دفعہ کنکریاں مارنی تھیں اس لئے پہلے تینوں شیطانوں کو ایک دفعہ مار کر دوسرے دن کا انتظار کرنا تھا، سو ہم نے وہاں چٹائیاں بچھائیں اور اذان کی انتظار کے لیئے بیٹھ گئے اور اس خوبصورتی کا نظارہ کرتے رہے کہ کس قدر دنیا ہے اور سب ایک مقصد کے لئے اکٹھے ہیں۔ بہت خوبصورت ٹھنڈی رات تھی کھلے آسمان کے نیچے یہ ہماری دوسری رات تھی (اُس روحانی رات کو بھی میں شاید اپنے الفاظ میں بیان نہ کرسکوں)۔ اذان کے بعد نماز ہوئی اور باقی کے شیطانوں کو کنکریاں ماریں۔ اللہ کرے کہ ہم وہ تمام حج کرنے والے جو اِن بے جان شیطانوں کو کنکریاں مارتے ہیں اپنے دل کے شیطانوں کو بھی کنکریاں ماریں تا کہ خدا کی محبت دل میں پیدا ہو۔ آمین۔

اُس کے بعد ہمارے تمام گروپ والے اپنے اپنے راستہ کو نکل گئے اور ہم آٹھوں احمدی چھوٹے سے گروپ کے ساتھ واپس مکّہ کی طرف روانہ ہوئے، منیٰ سے مکّہ تک یہ سفر پیدل ہی تھا۔ چلتے تھکے ہارے ہم اپنے ہوٹل پہنچے۔ نہائے دھوئے آرام کیا اور یہ سوچ کر کہ آخری رُکن طواف زیارت رات کو کریں گے شائد رش کم ہو، ہم رات کے بارہ بجے ہوٹل سے نکلے ہوٹل سے خانہ کعبہ تقریباً پندرہ یا بیس منٹ کے فاصلہ پر ہوگا مگر رش کی وجہ سے ہماری ٹیکسی رات کے چار بجے خانہ کعبہ پہنچی۔ وہاں حاجیوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں تھی۔ ہمیں پھر بھی کوئی دشواری نہیں ہوئی، بڑے سکون سے دعائیں اور التجائیں کرتے ہوئے اللہ کے حضور جھکتے ہوئے گریہ زاری کرتے ہوئے بیت اللہ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو اس نور سے منور کرتے ہوئے طواف مکمل کیا۔ اُس کے بعد صفا مروہ پر جا کر سعی کی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کی یاد تازہ کر کے دعائیں کرتے ہوئے اس رکن کو بھی ادا کر لیا۔ الحمد للہ ہمارا حج مکمل ہو گیا، شکرانے کے نفل ادا کئے، اپنے حاجیوں کو مبارکباد پیش کی اور سب کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد ہمارے پاس ایک اور ہفتہ مکّہ مکرمہ میں قیام کا تھا۔ جو ہم نے اپنی مرضی سے گزارنا تھا۔ وہ بھی عمرہ کرتے ہوئے اور زیارتوں میں گزرا۔ میں اب اُن باتوں کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جن کی وجہ سے ہمارا یہ روحانی سفر آسانی سے گزرا۔ ہمارے معلّم صاحبان نے مدینہ میں ہمارے کھانے اور سہولت کا بہترین انتظام کیا ہوا تھا۔ ہمیں کبھی بھی اور کہیں بھی اپنا سامان نہیں اُٹھانا پڑا۔ مکّہ میں ہمارے پیکیج میں کھانا شامل نہیں تھا مگر وہاں بھی ہمیں کھانا وہ دیتے رہے، یہاں تک کہ ایئر پورٹ پر جہاں اور کوئی سہولت نہیں تھی وہاں بھی ہمیں بہترین چکن پلاؤ اور سوفٹ ڈرنکس سے ہماری مہمان داری کی۔ چونکہ ہمارے علم میں یہ ہی تھا کہ مکّہ میں ہم نے اپنا کھانا وغیرہ خود سے بنانا ہے۔ ہم نے اپنا انتظام کیا ہوا تھا، ہوٹل میں ہمیں باورچی خانہ کی تمام سہولتیں میسر تھیں، نرگس نے قمر نے نصرت اور بشریٰ نے بہت اچھی طرح باورچی خانہ کو سنبھالا، عشرت صاحب ایوب صاحب اور داؤد صاحب نے پوری طرح کچن میں بھی ساتھ دیا۔ میرے اور نصرت خان کے ساتھ کوئی مرد نہیں تھا اس لئے ہم دونوں کی کمپنی بہت اچھی رہی، حج کے بعد میں چیسٹ انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہوئی تو میری دیکھ بھال بھی اُس نے بہت کی۔

سچ پوچھیں حج کی تو ہر ہر بات ہی قابل توجہ اور قابل ذکر ہے مگر ایک واقعہ ایسا ہے جو میرے ہی نہیں بلکہ ہمارے گروپ کے ہر شخص کے دل کے اندر گیا۔ یہ واقعہ ایک نوجوان بیٹے کا ہے جس کی والدہ کی عمر 83 برس کے قریب تھی اور ویل چیئر پر تھی ایک قدم بھی نہیں چل سکتی تھی، مگر اُس ایرانی بیٹے نے اپنی والدہ کو اس قدر پیار سے سنبھالا ہوا تھا کہ ہر شخص حیران تھا۔ پورا سفر اُنہوں نے ہمارے ساتھ کیا، کوچ سے اُترتے وقت اور بیٹھتے ہوئے ہمیشہ گود میں ہی اُٹھاتا۔ ایک مرتبہ چڑھتے ہوئے اُس کی ماں کا ہاتھ میں نے پکڑنے کی کوشش کی تو بڑے پیار سے کہا آپ کا بہت شکریہ مگر مجھے اچھا لگتا ہے کہ ہر کام میں خود اپنی ماں کا کروں۔ گود میں اُٹھا کر ٹائلٹ میں لیکر جانا پھر وہاں کسی نہ کسی عورت کی مدد لینی ہوتی تھی، اتنی دیر دروازے کے باہر انتظار کرنا۔ ایک مرتبہ ہم نے پندرہ گھنٹے کوچ کا سفر کیا اُس بیٹے نے کیسے اپنی ماں کو سنبھالا یہ صرف دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ ہاں میں یہ کہہ سکتی ہوں اور میں نے اُس کو کہا بھی کہ تمہارا حج تو تمہیں دیکھ کر ہی لگتا ہے کہ قبول ہو گیا ہے۔ اُس کا اپنی ماں کو پیار کرنا اور کھلانا پلانا غرض ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا اس نے خیال کیا۔

حج کے بعد اکثر لوگ وہاں بیمار ہو جاتے ہیں۔ حج کے بعد اس سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اُس کا اور اُس کی ماں کا حال پوچھا کہتا میری طبیعت کافی خراب ہو گئی تھی۔ میں نے پوچھا ماں خوش ہے، کہتا ہاں بہت خوش ہے۔ اور بتایا کہ جب ہم نے طواف زیارت ختم کیا تو میں نے ماں سے پوچھا ماں خوش ہو تو کہنے لگی ہاں خوش تو ہوں مگر تمہارے باپ کی بہت خواہش تھی کہ وہ بھی حج کرے مگر وہ تو نہیں کر سکا اب تم اُس کے حصہ کے بھی سات چکر لگاؤ کہتا میں اب دونوں کی طرف سے طواف کر کے آ رہا ہوں، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کا حج قبول فرمائے آمین۔

آخر میں مَیں پھر اپنے تمام ساتھیوں اور حاجیوں کے لئے دعا کرتی ہوں کہ اللہ پاک سب کے حج قبول فرمائے۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسی گنہگار کو نواز دیا۔ مجھے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا کہ کیا واقعی میں نے حج کیا ہے اللہ سے دعا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے خاص فضلوں اور انعام و اکرام سے نوازے۔ اپنی پوری فرمانبرداری اور اطاعت کی توفیق بخشے۔ ہمارے اندر وہ تمام پسندیدہ صفات پیدا کرے جو ہماری سیرت و کردار اور اخلاقی ترقیوں کی راہیں ہموار کرے۔ ہمارے نفس کا تزکیہ ہو۔ تقویٰ کی روح بیدار ہو، اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو اور اللہ کی محبت ہر خواہش پر غالب آ جائے۔ مَیں اُس ذات پاک کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اُس نے مجھے توفیق بخشی اور میں نے اتنا بڑا انعام پایا۔ اللہ میری تمام کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائے اور مجھے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے اور میرے اندر حج کی روح ہمیشہ قائم رہے۔ آمین

☆......☆......☆

ترانۂ خلافت

وفا کے دیئے ہم جلاتے رہیں گے یہ جشنِ خلافت مناتے رہیں گے

جو آقا سے وعدہ کیا ہم نے مل کر
دل و جاں سے اس کو نبھاتے رہیں گے
ترے دیں کی خاطر جو آواز آئے
ہر اس حکم پر سر جھکاتے رہیں گے

وفا کے دیئے ہم جلاتے رہیں گے یہ جشنِ خلافت مناتے رہیں گے

اٹھا تھا منادی جو حکم خدا سے
صدا قادیاں کی سناتے رہیں گے
یہ جلسے یہ خطبے چراغاں مٹھائیاں
یہ خوشیاں سبھی ہم مناتے رہیں گے

وفا کے دیئے ہم جلاتے رہیں گے یہ جشن خلافت مناتے رہیں گے

ص۔ق

تحریک وصیت عطیہ چشم میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں